حکمتِ سیّد مودودیؒ

اسلامی شریعت کے نفاذ کی جدوجہد

(ادارہ)

اگر اِسلام خود اپنا ایک نظامِ زندگی رکھتا ہے جس میں عقائد، اخلاق اور عبادات کے ساتھ انفرادی طرزِ عمل اور اجتماعی زندگی کے تمام معاملات سے متعلق احکام و قوانین بھی ہیں، اور اگر اسلام کی دعوت اپنے اس پورے نظام کی طرف ہے، اور اگر اس کا دعویٰ یہ ہے کہ اس کا اپنا نظام ہی برحق ہے اور اسی میں انسان کی فلاح ہے اور اِس کے سوا ہر دوسرا نظام باطل ہے، تو ان باتوں کے ساتھ یہ قطعی ناگزیر ہے کہ اسلام زمین میں اپنے نظام کو غالب اور دوسرے نظامات کو مغلوب کرنے کا بھی تقاضا کرے۔ ایک نظامِ زندگی کو حق اور صدق ہونے کی حیثیت سے پیش کرنا اور پھر عملاً اس کی اقامت کی دعوت نہ دینا سراسر ایک مہمل بات ہے۔ اور اس سے بھی زیادہ مہمل بات یہ ہے کہ دوسرے نظامات کو باطل بھی کہا جائے۔ اور پھر ان کے غلبے کو برداشت بھی کیا جائے۔ مزید برآں یہ بات بداہتہً محال ہے کہ ایک نظامِ زندگی کی پیروی کسی دوسرے نظامِ زندگی کے ماتحت رہتے ہوئے کی جا سکے۔ اس لیے وہ صرف ایک فاطر العقل ہی ہو سکتا ہے جو ایک ہی وقت میں اپنے پیش کردہ نظام کی پیروی کا مطالبہ بھی کرے اور ساتھ ہی دوسرے نظامات کے اندر پُرامن وفادارانہ زندگی بسر کرنے کی تعلیم بھی دے۔

پس اسلام کا اپنے مخصوص نظامِ زندگی کی طرف دعوت دینا عین اپنی فطرت میں اس بات کو مستلزم ہے کہ وہ دوسرے نظامات کو ہٹا کر ان کی جگہ اپنے نظام کی اقامت کا مطالبہ کرے۔ اور اس مقصد کے لیے اپنے پیروؤں کو جدوجہد کی ان تمام صورتوں کے اختیار کرنے کا حکم دے،

جن سے یہ مقصد حل ہوا کرتا ہے اور مدعیانِ اتباع کے ایمان و عدمِ ایمان کا نشانِ امتیاز اسی سوال کو قرار دے کہ آیا وہ اِس جدوجہد میں جان و مال کی بازی لگاتے ہیں یا باطل نظامات کے ماتحت جینے پر راضی رہتے ہیں؟ قرآن اور حدیث دونوں کو اُٹھا کر دیکھ لیجیے، آپ کو صاف نظر آجائے گا ـــــ بشرطیکہ دل میں کوئی چور نہ ہو ـــــ کہ اسلام کا اصل موقف یہی ہے نہ کہ وہ جو آپ بیان فرما رہے ہیں۔

پھر جب حقیقت یہ ہے کہ ہم اسلام کی حقیقت کو جان کر اس پر ایمان لاتے ہیں تو لامحالہ ہمارے وجود کو ہر غیر اسلامی حکومت کے لیے کھلا چیلنج ہونا چاہیے۔ کوئی اس کو برداشت کرے یا نہ کرے، غیر مسلموں کے ساتھ تعاون و تعامل ہو سکے یا نہ ہو سکے، بہرحال اگر ہم اپنے ایمان میں صادق ہیں تو ہمارا کام یہی ہے کہ جہاں بھی خدا کا قانونِ شرعی نافذ نہیں ہے وہاں ہم اس کے نفاذ کے لیے جدوجہد کریں۔ ہمارا مسلمان ہونا اس شرط کے ساتھ مشروط نہیں ہے کہ جو لوگ خدا سے پھرے ہوئے نہیں ہیں وہ ہماری اس جدوجہد کو برداشت بھی کریں۔ اور غیر مسلموں کے ساتھ تعاون و تعامل بھی ہمارے لیے کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ جس نظامِ زندگی پر ہم ایمان لائے ہیں اس کے قیام کی جدوجہد صرف اس لیے چھوڑ دیں کہ غیر مسلموں کے ساتھ تعاون و تعامل اس صورت میں نہ ہو سکے گا۔ اسلام بے شک امن اور سلامتی کا حامی اور مؤید ہے، مگر اس کی نگاہ میں حقیقی امن اور سلامتی وہی ہے جو حدود اللہ کی اقامت سے حاصل ہوتی ہے۔ جس کسی نے امن اور سلامتی کا مطلب یہ سمجھا ہے کہ شیطانی نظامات کے زیرسایہ اطمینان کے ساتھ سارے کاروبار چلتے رہیں اور مسلمان کی نکسیر تک نہ پھوٹنے، اس نے اسلام کا نقطۂ نظر بالکل نہیں سمجھا۔ اُسے اچھی طرح معلوم ہو جانا چاہیے کہ اسلام ایسے امن اور ایسی سلامتی کا ہرگز حامی اور مؤید نہیں ہے۔ اُسے دوسروں کا قائم کردہ امن نہیں، بلکہ اپنا قائم کردہ امن مطلوب ہے اور اسی میں وہ انسان کی سلامتی دیکھتا ہے۔